بسلسلہ پچاس سالہ تقریبات آزادی پاکستان

جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

پاکستان کی حالت زار اور نجات کا راستہ

سفر برطانیہ کے دوران ۱۹ اگست ۱۹۹۷ء بعد از نماز عصر ہڈر سفیلیڈ کے اسلامی سنٹر مسجد بلال میں خطاب جسے مولوی محمد سلیم سواتی نے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے مرتب کیا۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد۔ قال تعالیٰ ضرب اللّٰه مثلاً قرية كانت امنة مطمئنة یاتیھارزقھا رغدا من كل مكان فكفرت بانعم اللّٰه فاذاقها اللّٰه لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون۔ صدق اللّٰه العظیم۔

میرے محترم قابل احترام علماء کرام مولانا قاری عبدالحی عابد صاحب، مولانا محمد اکرم صاحب، مولانا حافظ عبدالمجید صاحب اور میرے ہم وطن معزز حاضرین وسامعین، میں کوئی مقرر نہیں ہوں۔ یہاں شاید یہ پہلی بار آنا نصیب ہوا ہے۔ برطانیہ کوئی دس سال پہلے آیا تھا ایک دو پروگرام تھے۔ اور یہ بھی اچانک بنا تھا۔ گلاسکو گئے تھے۔ دو تین دن بہت مصروف دورہ تھا۔ اس کے بعد بھی جی چاہا لیکن دارالعلوم کی مصروفیات اور اپنے ملکی حالات جو ہر وقت ناگفتہ سے ناگفتہ بہ ہوتے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے باہر جانے کی نوبت کم آتی ہے۔ بڑی خواہش ہوئی کہ یہاں آؤں اور آپ حضرات سے ملوں، تبادلہ خیالات ہوسکے۔ آپ کو وطن کے بارے میں جو دکھ ہے جو درد ہے جو دلچسپی ہے، احساس ہے اپنے ملک کے ساتھ وہ ایمان کی علامت ہے۔ "حب الوطن من الایمان" یہاں مجھے حضرت قاری محمد اکرم صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کے بارے میں تعمیری کردار کیا ہوسکتا ہے؟ اس موضوع پر کچھ عرض کرنا ہے۔ تو میں نے جتنا بھی غور کیا، جن عجیب وغریب حالات سے ہم گزر رہے ہیں کئی سالوں سے تو اس کی تصویر مجھے اس آیت کریمہ میں نظر آتی ہے جو میں نے تلاوت کی۔ ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان ہی کے بارے میں یہ نقشہ کھینچا ہے۔ یہ ایت بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے اور ایک مثال بیان کی ہے کہ "ضرب اللہ مثلاً قریۃ آمنۃ مطمئنۃ" یہ اللہ ایک مثال دیتا ہے بنی اسرائیل کی حالت کی۔ کہ ایک گاؤں، ایک شہر تھا اور ہرلحاظ سے امن وامان اور خوشحالی واطمینان کی نعمتوں سے مالا مال تھا۔ ہرچیز مہیا تھی۔ دنیا کے ہر

گوشہ سے ان کو پکی پکائی نعمتیں ملتی تھیں۔ اللہ نے آیت میں ایک خوشحال گھرانے اور خوشحال بستی کی تصویر کھینچی ہے پھر اس گاؤں والوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کی، نافرمانی کی۔ اللہ کے نعمتوں کو ٹکرادیا۔ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف تو اس بستی سے اللہ نے امن کی چادر بھی کھینچ لی۔ اطمینان وخوشحالی اور فراخی کی بھی پھر........

ناشکری کی وجہ سے بھوک اور خوف کا تسلط :-

اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک لباس پہنا دیا جو خوف اور بھوک کا لباس تھا۔ اور یہ بدترین لباس ہے جو قرآن کریم نے جگہ جگہ اس کو لباس کہا ہے۔ لباس الجوع ہوتا ہے۔ قمیض اور شلوار تو اس طرح اللہ تعالیٰ ان قوموں کو خوف اور بھوک کی شلوار اور قمیض پہنادیتا ہے جس طرح لباس نے انسان پر احاطہ کیا ہوا ہوتا ہے اور لباس میں ڈھانپنا ہوتا ہے اور جسم اس میں گھرا ہوا ہوتا ہے۔ پھر وہ پوری بستی پوری قوم اور پورا ملک ان دو چیزوں میں گرجاتا ہے جوکہ بنی اسرائیل کے بارے میں ہیں۔ وہ بنی اسرائیل جو غلام تھے۔ فرعون کی اذیتوں، ذلتوں اور مصیبتوں کے شکار تھے۔ جیسے پاکستان کا یہی نقشہ ہے۔ ڈیڑھ دوسو برس ہم انگریز کے غلام رہے۔ اور اس میں ہم دنیا کی ذلتوں، اذیتوں اور مصیبتوں سے دوچار تھے۔ آپ کو ساری داستان معلوم ہے اور کیا کیا ذلتیں اور مصیبتیں دو سو برس میں ہمارے اکابر نے ہمارے مجاہدین نے ہمارے علماء حق نے اس آزادی کی جنگ لڑنے میں نہیں اٹھائیں۔ یہی صورت حال بنی اسرائیل پر آئی تو انہوں نے طویل جنگ لڑی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جدوجہد کی۔ فرعون کو ہر قسم دلائل سے، مقابلوں سے اور علمی بحث ومباحثہ سے قائل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ انگریز کیطرح نہیں مانتا تھا۔ فرعونیت تھی اور یہ ساری داستان آپ قرآن کریم کی درس میں سنتے ہیں۔

آزادی کے بعد نقض عہد اور اس کا وبال :-

اس طویل جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو آزادی دی اور آزادی بھی اللہ کی دین کو نافذ کرنے کیلئے، اللہ کے کتاب پر عمل کرنے کیلئے آزادی کیساتھ اللہ نے ایک نظام بھی دے دیا۔ مرتب نظام الواح ..... کی شکل میں کوہ طور پر بلاکر وہ نظام اور پورا نقشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے دے دیا۔ کہ اب آپ لوگ آزاد ہیں۔ آزادی کے بعد انسان اللہ کی مرضی پر چلتا ہے۔ لوگوں سے اور لوگوں کی غلامی سے آزاد ہوگئے۔ لیکن اب اللہ کے غلام بن گئے ہو۔ اللہ کی غلامی کے یہ طورطریقے ہیں۔ تو اللہ نے ہمیں اندھیرے میں نہیں رکھا ہے۔ کسی بھی

دور میں کہ ہمیں ایک نظام سے ایک لائحہ عمل سے محروم رکھا ہو۔ اس نے ہر دور میں لائحہ عمل اور مرتب نظام اپنے بندوں کے سامنے رکھا۔ مگر آزادی کے فوراً بعد وہ مکر گئے۔ فبما نقضھم میثاقھم انھوں نے میثاق توڑ دیا، عہد توڑ دیا۔ لعنھم ہم نے ان پر لعنت برسائی، اپنے رحمت سے دور کردیا۔ انھوں نے الواح مقدسہ کو الواح مبارکہ کو پھینک دیا۔ اور بنی اسرائیل نے آزادی کی ساری نعمت ناشکری سے بدل دی۔ بت پرستی اختیار کی۔ بچھڑوں کی عبادت کی۔ مادہ پرستی کی طرف گئے۔ ساری مادیت سے آخرت فراموشی سے تصویر پرستی، بت پرستی، فحاشی بے حیائی سے اپنے ہاتھ کے بنے ہوئے بتوں کو معبود بنانے کی تعبیر اس سے کی گئی ہے، تو پھر نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو جسے آزادی دی گئی تھی۔ ایک صحرا میں ایک دہشت میں ایک ایسے علاقہ میں گھیر لیا جس کو وادی تیہ کا نام دیا گیا۔ تیہ کہتے ہیں حیرانی سرگردانی اور گم کرنے کو حاجیوں کو آپ نے دیکھا ہے جو گم ہوجاتے ہیں۔ بڑے بڑے کیمپوں میں منیٰ میں التائھون لکھا ہوتا ہے۔ جو بھٹک جائے جو اپنے منزل تک نہ پہنچے ایک مکان میں آپ گھر گئے۔ آگ لگ گئی نعوذباللہ وہ مصیبت آگئی۔ اب آپ تلاش میں ہیں لیکن دروازہ نہیں مل رہا ہے اور آپ چاروں طرف بھاگ رہے ہیں لیکن آپ ٹکریں مار رہے ہیں لیکن راستہ نہیں مل رہا ہے۔ یتیھون فی الارض خدا نے کہا پھر وہ آزاد قوم میں نے ایسی گھیر لی کہ وہ بھٹکتے پھر رہی تھی۔ بھاگ رہی تھی دوڑ رہی تھی۔ حق اور نور کی اور روشنی کی تلاش میں نجات کا منزل ڈھونڈ رہی تھی لیکن ان کو وہ نہیں مل رہا تھا یہاں تک کہ وہ پرانی ساری نسل اس حالت میں فنا ہوگئی۔ یہی صورتحال یہی سارا نقشہ آج پاکستان کا ہے۔ کتنی مصیبتوں سے ہم نے جنگ آزادی لڑی۔ ہمارے اکابرؒ نے ہزاروں لاکھوں نے قربانیاں دی اور یہ ملک ہم نے حاصل کیا۔ اللہ نے ہمیں آزادی دی ھندو سے بھی اور انگریز سے بھی، دو ظالم قوتوں سے اللہ نے ہمیں نجات دی کہ اب تم اس آزاد ملک میں رہو۔ اپنا نظام اپنا دین جو ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اتار دیا ہے اس پر عمل کرو۔ ہمیں کہا گیا کہ پاکستان کا معنیٰ لاالہ الااللہ ہوگا۔ اللہ نے ہمیں ملک دے دیا لیکن ہم نے، آپ نے دیکھا پچاس سال میں مسلسل عہد میثاق کیساتھ کیا کچھ کیا۔ آزادی ملتے ہی لوگوں نے تاویلیں شروع کیں کہ نہیں ہمارا مقصد ایک اسلامی سٹیٹ نہیں تھا سیکولر اسٹیٹ تھا۔ اقتصادی خوشحالی تھی۔ یہ سارا نقشہ آپ کے سامنے ہے کہ ہم اسی نظام میں پھنس کر رہ گئے جو انگریز نے ہم پر مسلط کیا تو آج وہی سارا نقشہ آپ کے سامنے ہے جو بنی اسرائیل کیساتھ ہوا تھا۔ وہی ہمارے ساتھ ہونا تھا۔ لیڈر، سیاستدان، سب کفران نعمت میں مبتلا ہوگئے۔ قوم آج اس کا نتیجہ بھگت رہی ہے۔ اور وہی صورتحال ہے کہ پوری

قوم منزل کی تلاش میں ہے ۔ میں پاکستان میں بھی کہا کرتا ہوں کہ وادی تیہ ہے ۔ تقریروں سے فلسفوں سے سیمناروں سے اور اقتدار بدلنے سے ووٹوں سے الیکشنوں اب مسئلہ حل نہیں ہوگا ۔ یہ اب وادی تیہ بن گئی ہے ۔ حیران وسرگردان ہیں ۔ لیڈر بھی قوم بھی رعایا بھی ، مولوی بھی ہم سے لوگ پوچھتے ہیں مولانا کیا حال ہوگا ؟ ہم کہتے ہیں کچھ معلوم نہیں ہے جو کچھ تم نے کیا کرایا ہے ۔ یہ اس کا نتیجہ ہے بھٹک کر پھیرتے رہو ۔

ہم نے غلامی کا طوق بھی تک گلے سے لگا رکھا ہے :-

حل وہ ہے کہ جو قوم غلامی سے نجات پالیتی ہے وہ اپنے آقاؤں کا غلامی کا نظام اٹھاکر باہر پھینک دیتی ہے ۔ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اللہ نے اپنا ایک نظام دیا کہ اس کے بغیر کوئی بھی نظام تلاش کروگے وہ متبادل مجھے قبول نہیں ہے ۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دنیا فلن یقبل منہ ، کہ اسلام کے علاوہ کوئی نظام ڈھونڈے گا ، جو کمیونزم ہو مارکسزم ہو ، سوشلزم ہو وہ بھی نظام ہیں اور قوموں کیلئے کچھ وقت تک فائدہ دے سکتے ہیں ۔ کافروں کو ، لیکن مسلمان کو سوائے اسلام کے بحیثیت نظام جس کو دین کہتے ہیں وہ سوٹ نہیں کرسکتا ۔ وہ مجھے قبول نہیں ہے ۔

غدار حکمران بغاوت کیلئے سامراجی نظام سے چمٹے ہوئے ہیں :-

میں کہا کرتاہوں کہ اتنے ظالم حکمرانوں اور لیڈروں سے ہمارا واسطہ پڑگیا کہ اگر قرآن کا ، اسلام کا ، نظام نہ بھی لاتے تو غلاموں کیلئے ایک نظام جو باقی رہ گیا وہ اٹھاکر پھینک دیتے ۔ آپس میں مل بیٹھ کر آزاد قوموں کو جو سوٹ کرتا ہے اس کو نافذ کردیتے ۔ مگر ہمارے کم بخت تو اسی لکیر کے فقیر بن گئے ہیں کہ اس ٹولے کا تحفظ اور مفادات اسی نظام میں ہیں ۔ اسرائیل آزاد ہوا ہے اگر ایہودی نظام وہاں نہیں ہے تو پھر بھی اپنا کوئی نظام اصول وضوابط اپنالئے ۔ روس میں چین میں وہاں کے اقوام آزاد ہوئے آپ کے ساتھ بھی اور آپ کے بعد بھی تو انہوں نے اصول بنائے ملک کی مشکلات دور کرنے کچھ اخلاق ، کچھ قانون کچھ اصول بنائے ۔ آئین بنایا لیکن انہوں نے قسم کھائی ہے اس مفاد پرست ٹولے نے جو انگریزوں کا امریکے اور امریکے کے مفادات کا تحفظ کرنے والا ٹولہ ہے اس نظام میں ایک طبقہ کا تحفظ ہوتا ہے اور عام رعایا جو ہیں وہ مصیبتوں میں رہتی ہیں ۔ بھیڑ ، بکریوں کی طرح اس نظام میں ، بلوچستان میں کوئی اٹیرا وڈیرا اس کو سردار بنادیا ۔ انگریز آقا کہتے ہیں کہ چار پانچ سو میل مربع تمہاری مرضی پر ہے ۔ تمہارے رحم وکرم پر ہے ۔ یہ غلام لوگ ہیں ، انسان نہیں ہیں ۔ کیڑے مکوڑے ہیں اب تو اس کو قتل کرے یا تہہ خانوں میں ڈالے یہ ہمارے

وفادار نہیں ہیں ۔ پانچ سو میل ساری یہ تیری جاگیر ہے ۔ انگریز نے یہی کچھ کیا نا ۔ اس میں کوئی سرمایہ دار ہے کوئی امیر ہے کوئی ڈکٹیٹر ہے کوئی وڈیرا ہے کوئی خان ہے کوئی ملک ہے ۔ ان چند لوگوں کے ذریعے پوری قوم کو جو پاکستان میں غلام قوم رہتی تھی اسکو وہ پیس رہے تھے ۔ ان کیلئے نہ علاج کی سہولت ہوتی تھی نہ ان کے لیے تعلیم کا نظام تھا ۔ تعلیم ان کیلئے ممنوع تھی ۔ اب تک اس علاقوں میں وہ وڈیرا تعلیم برداشت نہیں کرتا ۔ ریاستوں کے نواب نہیں برداشت کرتے ۔ وہ علاج سے محروم ہوتے تھے ۔ سڑکوں سے محروم ہوتے تھے ۔ بجلی سے محروم ہوتے تھے ۔ اندھیرے میں رہتے تھے ۔ وہ استحصالی ، استعماری ، نوآبادیاتی نظام تھا وہ سوٹ کرنا تھا انگریز کیلئے ، اس نے عدالتی نظام بھی ہمارے لئے ایسا بنایا کہ یہ کبھی عدل وانصاف کو سونگھ بھی نہ سکیں اور کچہری اور عدالتوں میں اسی طرح پھنسے رہیں کہ ظالم بچا رہے اور مظلوم جو ہے وہ دوسری نسل تیسری نسل تک عدالتی چکر میں رہے ۔ اب بھی پاکستان میں دو تین نسلوں تک مقدمے چلتے ہیں اس نظام کو کہتے انگریزی نظام یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں انگریزی نظام یہ نہیں تھا انگریزوں نے اپنے لئے تو اور نظام بنایا ہے وہ ملعون قوم جو حکمران تھی نو آبادیاتی نظام تھا ۔ اس کیساتھ ہم چمٹے ہوئے ہیں ۔

یہاں انگریزی نظام بھی نہیں ہے :-

انہوں نے تو اپنے لئے اتنا اعلیٰ نظام بنایا ہے کہ اپنے کتوں کو بھی انہوں نے حقوق دے دیئے ہیں اور محروم نہیں رکھتے بوڑھوں کا ، مریضوں کا ، ضعیفوں کمزوروں کا ان کے ہاں پورا تحفظ ہے ۔ آپ کے یہاں کوئی شخص محروم نہیں ہے بنیادی حقوق ۔ انہوں نے اپنے محفوظ کر رکھے ہیں ۔ یہاں جو آسائش اور راحت دیکھتے ہیں سہولتیں دیکھتے ہیں تو ان قیدخانوں سے ہمارے لوگ بھاگ بھاگ کر یہاں آتے ہیں اس ملعون ملکوں میں اس لیے کہ وہ اسے ایک آزاد ملک سمجھتے ہیں ۔ اور اپنے ملک کو ایک غلام ملک سمجھتے ہیں ۔ انگریزی نظام اگر یہ تھا تو کاش کہ ہمارے لوگوں نے یہ نظام ہی نافذ کردیا ہوتا تو پھر بھی ہم مشکلات سے نکل جاتے ۔ ہمارے نوجوان بھی آج برسر روزگار رہتے ۔ ہمارے بے روزگاروں کو بھی آج الاؤنس ملتا ۔ آج ہمارے ہاں بھی ہر شخص کا علاج ہوتا ۔ یہ چیزیں تو اسلام کی تھیں ۔ امیرالمومنین حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لومات الکلب علی شط الفرات لکان عمر مسؤلاً عنہ ۔ ان لوگوں کو تو یہ باتیں انہوں نے سکھائی تھیں ۔ حضرت عمرؓ روتے تھے کہ آج اگر کوئی کتا دریائے فرات (عراق کے آخری سرے میں) بھوک سے مرجائے تو خدا اس کتے کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھے گا کہ تمہاری مملکت میں کتے کو کھانا کیوں نہیں ملا ۔

انسان کا علاج تو بڑی بات ہے ۔ حضرت عمر فاروقؓ روتے تھے کہ کسی اونٹنی کو خارش کی بیماری اس کو لگتی تھی اس کو مالش کیلئے خارش کی بیماری کیلئے کوئی تیل وغیرہ نہ ملے اس اونٹنی کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ مجھ سے محاسبہ کریگا کہ اس کی علاج کا پورا بندوبست کیوں نہیں کیا تھا ۔ اس نظام میں عوام کی سہولت اسکی تعلیم اسکے علاج اسکے رزق کا حکومت کفیل ہوتا ہے ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ فراہم کریگا ۔ ایک بچہ روتا تھا تو حضرت عمرؓ نے وظیفے جاری کردیئے ۔ آج امریکہ اور انگریز اس نظام کے نقش تک نہیں پہنچ سکتا تو ہمارے ہاں اگر ظالموں نے یہ نظام نہ بھی لایا ہوتا تو ترقی یافتہ مغربی دنیا سے تو کچھ اچھی چیزیں لے لیتے ۔

ہم ایسے ظالموں کے ہاتھ میں آگئے ہیں جنہوں نے اس نظام کی تحفظ کی کہ ان کا وڈیرا پن ان کی سرداری ختم نہ ہو ۔ ہم پر تعلیم کے ذریعے سیاست کے ذریعہ بھی وہی لوگ مسلط ہوگئے ہیں جو ان کے وائسرائے کے تحت کام کرتے تھے ۔ ان کے گورنروں کے بوٹ چاٹتے تھے جو ان کے جاگیردار تھے ، وڈیرے تھے یہ آپ دیکھ رہے ہیں پنجاب میں سرحد میں سندھ اور بلوچستان میں وہی خان بہادر اور جو خان سامے تھے اور خان ساموں کے صلے میں قوم سے غداری کرکے خان بہادر بن گئے وہ لوگ جمع ہوکر انہوں نے ایک ٹیم بنائی کہ اب یہاں سیاست کے نام سے جو بھی نظام چلے پارلیمنٹ کے نام سے جو بھی چلے ہمیں اس پر قابض رہنا ہے ۔ وہی مخصوص خاندان کے دوڈھائی سو افراد اس نظام پر قابض ہیں ۔ جو اسی جاگیردارانہ سسٹم اس کرپشن اسی لوٹ کھسوٹ کے محافظ ہیں ۔ کہتے ہیں کہ ملک آزاد ہوگیا ہے ۔ آزادی کا جشن مناؤ اور پچاس سال ہوگئے ۔ گولڈن جوبلی مناؤ سوسال بھی ہوگئے تو پھر اور کونسی جوبلی مناؤ گے ۔ یہ سب گپ شپ ہے ۔ میں علی الاعلان کہا کرتا ہوں ۔ پارلیمنٹوں میں بھی ان حکومتوں کو ان کے جلسوں میں بھی کہ خدا کی قسم کہ کیا تم آزاد ہوگئے ہو ؟ ۔

شریعت بل کے شکل میں عوام نے تبدیلی کی رائے دی :-

آزاد تو وہ قوم ہوتی ہے جو اپنے مرضی سے کچھ فیصلے کرسکتی ہے ۔ اپنا معاشی نظام اپنے مرضی سے بنا سکتی ہے تم امریکہ کے غلام ہو اور تمھارے ریٹ اور نرخ تو مقرر کرتا ہے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف ، تم اپنے تعلیمی نظام میں معمولی سی چینج بھی نہیں لاسکتے ۔ وہی بے دین کلرکوں کے بنانے کا انگریز کے بوٹ پالش کرنے والوں کا اوران کے وفادار بنانے کا وہی تعلیمی نظام ہے تم پچاس سال میں کوئی ایک فیصد تبدیلی بھی نہ لاسکے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بھی اسلام

نہیں تھا اور آج بھی اسلام نہیں ہے ۔ آپ کا اقتصادی نظام سارا سودی نظام کے ڈھانچے پر کھڑا ہے ۔ آپ کا سیاسی نظام پارلیمنٹوں کے نام نہاد جمہوریت کے نام پر ہے ۔ یہاں برطانیہ میں تو جمہوریت ہے وہاں تو جمہوریت بھی نہیں ۔ ہم عدالتی نظام چینج کرنا چاہتے ہیں کہ تم عدالت سے انگریز کے ڈیڑھ سو پرانے بنائے ہوئے لعنتی قوانین اٹھاکر باہر پھینک دو ۔ تمھارے پاس قرآن اور سنت کی شکل میں پورا ذخیرہ موجود ہے ۔ وہ کہتے ہیں نہیں مولانا یہ نہیں ۔ شریعت بل ہم نے پیش کیا بارہ سال جنگ لڑی آپ کو پتہ ہے اللہ نے ہمیں توفیق دی سینٹ میں وہ بل پیش کیا گیا ۔ بارہ سال لڑائی لڑ لڑ کر خیبر سے کراچی تک سندھ تک ہم نے خاک چھانی ۔ دلائل کے ذریعے اتفاق رائے کرنے کے ذریعے صرف کراچی سے ہم نے ساڑھے پندرہ لاکھ محضرنامے اکھٹے کئے کہ ہمیں اسلام چاہیئے ۔ اور اس نظام کی حق میں رائے دی گئی ۔ اس میں بنیادی بات یہی تھی کہ موجودہ عدالتی نظام کا سارا ڈھانچہ ختم کردو ۔ اور اس کے بجائے آسان طریقہ قرآن وسنت کی رکھ دو ۔ اس کے مطابق فیصلے ہوں ۔

عدالتوں کی شرمناک صورتحال :-

یہ موجودہ نظام قصاص شہادت یہ سب جھوٹ اور فراڈ پر مبنی ہیں اور لمبی داستانیں ہیں ۔ یہ ہماری دنیا کے آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں ۔ ایک شخص بے روزگار ہے اکوڑہ خٹک کا اور بالکل جاہل ہے ، آن پڑھ ہے صبح جاتا ہے کچہری ، کام بھی اس کا کچھ نہیں ہے ۔ میں نے پوچھا یہ کیا کرنے جاتا ہے جب یہ صبح کچہری میں جاتا ہے ۔ تو ہر وہ مدعی یا مدعیٰ علیہ جس کی پاس گواہ نہ ہو وہ اسے عدالت میں پیش کرتا ہے اور جج کو معلوم ہے کہ یہ بدبخت تو ہر روز کئی دفعہ سامنے آتا ہے ہر کچہری میں یہی ہورہا ہے ۔ ایک شخص جو کہ ہیروئن پینے والا ہیں ۔ کوئی اسے اٹھاکر لے جاتا ہے کچہری میں ۔ وہ اندر جاتا ہے اور جج کے سامنے کہتا ہے کہ ہاں میں گواہ ہوں وہ کاغذ بھر دیتا ہے کہ ضابطہ پورا ہوگیا ۔ آپ کے عدالتوں میں ایسے لوگ جاتے ہیں ۔ جج کو پتہ ہے وہ کہتا ہے کہ بس یہ نظام ہے مجھے فائل کا پیٹ بھرنا ہے ۔ یہ سب اس نظام کے کرشمے ہیں مذاق بنا ہوا ہے ۔ وکیلوں سے بارہا میں نے کہا کہ یہ سب کچھ کیا ہے ؟ ان کے سامنے آئینہ رکھا کہ قسم کھاؤ کیا ایسا ہے یا نہیں وہ سر جھکا دیتے ہیں لیکن وہ محافظ ہیں اس نظام کے کہ وہ عوام کا خون کیسے چوسیں گے ۔ دو دو تین تین نسلوں تک جھوٹ کو سچ ثابت کرنا کیا اس نظام کے ہوتے ہوئے آپ پاکستان کا تعمیری مستقبل ڈھونڈ سکتے ہیں ؟ سارا جگڑا ہماری جمعیت کا اور میرا یہی ہوتا ہے کہ بھائی پہلے اس نظام کو اٹھاکر باہر پھینکنے کی

بات کرو ۔ مسلم لیگ کو کنویں میں پھینک دو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ پیپلز پارٹی کو اٹھاکر جہنم میں پھینک دو فرق نہیں پڑے گا ۔ ان ساری پارٹیوں کو پہلے مجبور کرو کہ اس نظام کو اٹھاکر باہر پھینکنے کی جنگ لڑیں ۔

جیل خانوں والا نظام نافذ ہے :-

اگر اس نظام کو جب تک جوں کا توں قائم رکھا ہے تو مفتی محمودؒ اور مولانا عبدالحقؒ اور سمیع الحق سب ملکر پارلیمنٹ میں آگئے تب بھی ہم کوئی تبدیلی نہیں لاسکتے ۔ اس نظام کے ہوتے ہوئے ، نظام اگر وہی چلانا ہے تو کوئی بھی اس کے ذریعے تبدیلی نہیں لاسکتا جب تک کوئی پیغمبر آکر اس سارے نظام کو اٹھاکر سمندر میں پھینک دے جبکہ پیغمبروں کا حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خاتمہ ہوگیا ہے ۔ یہ سراسر ایک ظالمانہ نظام ہے ۔ وہ ایک قیدخانے کیلئے بنایا گیا تھا میں مثال دیتا ہوں کہ قید خانے جیل کے اپنے اصول وقواعد ہوتے ہیں جو قیدیوں کو مشقت میں رکھتے ہیں ۔ مصروف رکھتے ہیں چکی پسواتے ہیں کہ یہ سر نہ اٹھاسکے چوبیں گھنٹے عذاب میں رہے ، مصیبتوں میں رہے کہ بغاوت نہ کرسکے ۔ تو ہندوستان ایک پورا قیدخانہ تھا اور اس کے سارے باشندوں کو اس نے ایسے نظام میں ڈالا گیا تھا کہ یہ صبح سے شام تک اسی طرح پستے رہیں ۔ اور جب ملک آزاد ہوگیا تو قیدخانہ ختم ہوگیا ۔ قیدخانے سے ہم نکال بھی دے گئے تو پھر تو جیل سے باہر ہمارے اور قوانین ہونے چاہئیں ۔ دیکھئے پاکستان بن گیا لیکن قیدخانہ جوں کا توں وہی رہا ۔ قوانین وہی رہے ۔ نظام قیدی والا رہ گیا ۔ تو کیا ہم آزاد ہوگئے ۔ خدا کی قسم ہم آزاد نہیں ہوئے ہیں اور پسے جارہے ہیں ۔ غلام ہوتے جارہے ہیں ۔ اب پچاس سال گزرے تو اس میں تو اور شکنجہ کس لیاگیا ۔

آئی ایم ایف ، ورلڈ بینک جو آپ کی روٹی ، آپ کی بجلی ، آپ کے پانی ، آپ کے گیس یہ سب ان کے رحم وکرم پر ہوگئے ہیں ۔ آپ کے کئی نسلوں تک یہ قرضے آپ نہیں اتار سکتے ۔

کنواں گند سے بھرا ہو تو کیسے پاک ہوجائے :-

اور میں مثال دیتا ہوں کہ ایک کنواں اللہ نے ہمیں دیا ہے ۔ گھر میں وہ کنواں اب گندا ہے ۔ ہمیں ایسا کنواں ملا کہ اس میں کتا پڑا ہوا تھا اور مولویوں کے پیچھے مسئلے پوچھتے جارہے تھے کہ پانی بدبودار ہورہا ہے ۔ پانی تو خراب ہے ۔ ایک مولوی کہتا ہے کہ بیس ڈول نکالو ، دوسرا کہتا ہے کہ سو ڈول نکالو فلاں غلط کہتا ہے ۔ میں صحیح کہتا ہوں ۔ دوسری پارٹی آتی ہے کہ مسلم لیگ سے یہ کام نہیں ہوسکتا ۔ میں دوسو ڈول نکالونگا لوگ کہتے ہیں چلو تم آجاؤ نکال دو ۔ وہ پارٹی جب دو سو ڈول

نکال لیتی ہے تو اس سے بھی غلاظت میں کمی نہ آئی ۔ مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ کم بخت و پہلے تو کنویں سے کتے کو نکال دو ۔ ہمارا یہی نقشہ ہے ۔ پہلے کتا نکال کر باہر پھینک دو پھر ڈول نکالو ۔ پھر کوئی بھی پارٹی آجائے کنواں صاف ہوگا تو ان پارٹیوں سے مسئلہ حل نہیں ہوگا ۔ ہم خود اس مصیبت میں لگے ہوئے ہیں علماء بھی ۔ کبھی ایک پارٹی کو سر پر بٹھاتے ہیں کبھی دوسرے کو اتارتے ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں چہروں کے تبدیلی سے شائد فائدہ ہوجائیگا ۔ ہم نے نواز شریف ، بے نظیر کو کئی دفعہ اتارا کئی دفعہ نواز شریف کو آخر میں نتیجہ وہی ہوتا ہے پر نالہ وہیں ہوتا ہے ۔

اسلامی نظام سے جہالت :-

ہم حیران ہیں کہ یا اللہ کیا کریں ، اب وہ جو آتے ہیں ان کیساتھ وہی نظام ہے ۔ وہی لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے ، وہی کرپشن ہے ۔ کوئی احتساب نہیں ہے ۔ کوئی پکڑ دھکڑ نہیں ہے ۔ کوئی اصول نہیں ہیں ۔ کوئی نظام نہیں ہے ۔ تو کیسے مسئلہ حل ہوگا ۔ پچاس سال ہم نے اسی پر ضائع کئے نظام پر جب بات کرتے ہیں تو بد بخت و کی سمجھ میں نظام نہیں آتا وہ کہتے ہیں یہ مولویوں کی باتیں ہیں ۔ نظام میں ان کو صرف یہی نظر آتا ہے کہ ہاتھ کٹینگے اور کوڑے لگینگے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا ۔ حال آنکہ اسلام ایک جامع وسیع نظام ہے ۔ خالق مطلق نے جواسے بنایا ہے کائنات کیلئے آخری نظام ہے ۔ اسکے اتنے شعبے ہیں ۔ اتنی تفصیلات ہیں ، ایسے بنیادی حقوق کا تحفظ ہے آپ ہزاروں سال لگے رہیں اس کی باریکیاں اس کی برکتیں اور حکمتیں ان جاہلوں کو تو ان کا علم نہیں ہے ، تجربہ بھی نہیں ہے ، نہ قرآنی قوانین کا علم ہے نہ شریعت کا وہ سمجھتے ہیں کہ شریعت صرف نماز پڑھنے کی بات ہے جبکہ شریعت ایک پورا نظام ہے اور یہاں کہیں بھی اس کی جھلک نظر نہیں آتی ۔

طالبان افغانستان نے نمونہ قائم کیا :-

افغانستان میں یہی حالات تھے کہ لوگ تنگ آگئے ایسے ظالموں کے ہاتھوں جن کو اللہ نے آزادی مجاہدین کی برکت سے دی مگر لیڈر سب باہمی جنگ میں مبتلا ہوگئے ۔ چار پانچ سال ان لیڈروں نے افغانستان کو برباد کردیا ۔ جیسے ہمارے ہاں سیاستدان ہیں آپس میں لڑ رہے ہیں ۔ اب یہ مسئلہ حل نہیں ہورہا ہے عوام تنگ آگئے ہیں ۔ یہی تو ان کے بچے تھے طالبان ، طالب علم تھے افغانستان کے یعنی سٹوڈنٹس تھے ۔ مدرسوں کے وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے سوچا کہ ان ظالموں نے بیڑا غرق کردیا ہماری اتنی بڑی قربانی اور جہاد ضائع کردیا وہ مجبوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اللہ نے ان کی مدد اور نصرت کی اور ایسی نصرت کی کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ۔ وہ پندرہ لاکھ

شہریوں، مجاہدین کی قربانی کی لاج رکھنے کیلئے اللہ نے ان کو کامیابی سے نوازا۔ ان کے پاس نہ فورس ہے نہ پولیس ہے نہ چوکیاں ہیں۔ ایک اعلان کردیا کہ اسلامی قوانین یہاں نافذ ہونگے خبردار اب اسلامی سزا دی جائے گی۔ شرعی عدالتیں قائم ہوئیں۔ قاضی علماء وہ چند دنوں میں پوری تفتیش اور فیصلوں کرنے میں لگ گئے۔ چند دنوں میں فیصلہ ہوجاتا ہے۔ وہی افغانستان جوکہ کھنڈر بن گیا تھا یک ایک میل پر ڈاکوؤں نے قبضہ جمایا تھا۔ جگہ جگہ پھاٹک بنائے تھے۔ وہ ایسے بدمعاش تھے کہ گاڑی میں خوبصورت عورت اگر شوہر کے ساتھ ہوتی تھی وہ اسے اتار لیتے تھے اور باپ کیساتھ بیٹی ہوتی تھی وہ بھی اتار لیتے ہے۔ بھائی ساتھ ہے بہن کو غنڈہ کہتا ہے کہ یہ میری ہوگئی بس وہ روتا تھا کہ بدبخت اگر خواہ مخواہ لینی ہے تو نکاح تو کرلے کم ازکم۔ نکاح کیساتھ رکھ لے اس نے کہا نکاح میں نہیں رکھتا اس کیساتھ زنا ہی کرنا ہے۔ تو آخر اللہ تعالیٰ کا پیمانہ لبریز ہوگیا ایسے حالات تھے چمن سے قندھار تک نہیں جاسکتے تھے۔ جلال آباد سے کابل تک تصور نہیں کرسکتے تھے۔ اور انہوں نے اللہ کے دین کا صرف نام لیا کہ اب ٹھیک ہوجاؤ۔ تو مجھے تواتر سے معلوم ہوا ہے کہ سونے کا بھرا ہوا بریف کیس بھی اگر سڑک پر گر جائے اسی افغانستان میں تو صبح تک وہ پڑا رہتا ہے۔ ان کیساتھ وہاں ابھی فوج یا منظم قوت وغیرہ کچھ بھی نہیں۔ نہ چوکیاں ہیں حالت جنگ میں ہیں لیکن اللہ کے شریعت کے نفاذ کے نعرے سے لوگ ٹھیک ہوگئے ہیں۔ کابل شہر میں خاص اوقات کے بغیر باہر سے غنڈہ بھی نہیں گزر سکتا کہ رات دس بجے کے بعد کوئی طالب علم اسے پکڑے گا تو وہاں سفارش نہیں چلے گی۔ رشوت نہیں چلے گی۔ ایک کوڈ سسٹم ہے اور ہر روز ایک کوڈ سسٹم ایک لفظ تین بجے متعین کرلیتے ہیں کہ آج رات کا نام ہے "مسجد بلال" بس یہ لفظ تمام چوکیوں پر پہنچ جاتا ہے، اگر اس شخص کو معلوم ہے کہ مسجد بلال تو وہ جواب میں دوسرا جوابی کوڈ استعمال کرتا ہے مثلاً نماز۔ تب وہ گزر سکتا ہے اور اگر اس کو کوڈ معلوم نہیں ہے تو روک لیا جاتا ہے۔ تو پورا کابل شہر ایسے امن وامان میں ہے کہ دس گیارہ بجے کے بعد کوئی گڑبڑ نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی ضرورت کیلئے جاتا ہو تو اس کو کوڈ معلوم ہوگا۔ یہ اللہ کی دین اور نظام کا ایک جھلک ہے

دشمن کو اسلامی نظام کا وزن معلوم ہے:-

جس کا امریکیوں کو اندازہ ہے۔ ہم نہیں جانتے اس کو لیکن روس جانتا ہے، امریکہ جانتا ہے کہ مسلمانوں کے اس نظام میں کتنا زور ہے۔ آج اس لیے ٹارگٹ بنایا ہے امریکہ نے اس نظام کو کہیں بھی نافذ نہ ہونے دو۔ اس کے نئے ورلڈ آرڈر کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس اسلامی ورلڈ کو

اسلامی آرڈر سے خالی کرانا ہے اس سے مدرسوں کو ، علماء کو ، دینی قوتوں کو سب کو نشانہ بنایا گیا ہے ۔ حکمران ان کے پٹھو ہیں خواہ حزب اختلاف والے ہیں یا حزب اقتدار والے وہ اب اپنے آپ کو ان کے رحم وکرم پر سمجھتے ہیں ۔ مصر میں ، الجزائر میں ، سوڈان میں ، پاکستان میں ، افغانستان میں یہ ساری جنگ جاری ہوگئی ہے ۔ وہ سمجھ چکا ہے کہ اس نظام میں جہاد بھی ہے اور جہاد کا نتیجہ افغانستان میں ، امریکہ اور روس نے دیکھ لیا کہ چند سرپھروں نے ایک سپرطاقت کو تھس نہس کردیا اللہ اکبر کے نعرے سے ، جہاد کے نعرے سے ، امریکی صدر کلنٹن جب آیا تو اس نے پہلا انٹرویو جو دیا جو بعض نے براہ راست سنا تھا کہ اب ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ روس کی سپر طاقت پسنے کے بعد مسلمان ہے اور اسلام ہے ۔ وہ دن رات منصوبے بنا رہے ہیں کہ کہیں یہ نظام یہ شریعت مطہرہ نافذ نہ ہو ۔ اس نے ہاتھ روک رکھے ہیں اسلامی ممالک کے ۔ کوئی بھی اسلامی نظام کی طرف جاتا ہے تو وہ اس کو اٹھاکر باہر پھینک دیتا ہے اور ہمارے حکمرانوں کو اللہ رب العالمین پر ایمان نہیں ہے وہ امریکہ کے رحم وکرم پر اپنے آپ کو سمجھتے ہیں ۔ کوئی مجاہد پیدا ہوچکا ہوتا تو نقشہ بدلا ہوتا ۔

طالبان کے خلاف طوفان بدتمیزی:-

آج امریکہ طالبان کیساتھ کیا کرسکتا ہے چیخ رہا ہے ، چلا رہا ہے روس کو بھارت کو سب کو ایک کردیا ہے ، کہ ان کو روکو ، ان کو ختم کرو ، کہ یہ شریعت نافذ کررہے ہیں ۔ پروپیگنڈے ہیں اور تنگ تڑنگ جو لوگ یہاں پھرتے ہیں قمیض شلوار اتارے ہوئے تو کیا اسلامی سٹیٹ میں طالبان لوگوں کو اتنا بھی نہیں کہا کریں گے کہ بی بی کم ازکم نقاب میں رہنا چاہیئے ۔ اگر اسلام کیلئے یہ بھی نہ کہہ سکے تو اس اسلام اور کفر میں فرق کیا رہ جائے گا ۔ اسے یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ بی بی جسم ڈھانپلو بس کاروبار بھی کرو ، بازار بھی جاؤ ۔ آج افغانستان کی بازاروں میں جاؤ بڑے بڑے برقعوں میں عورتیں خرید وفروخت کررہی ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے اگر موقعہ دیا کہ تو ہسپتالوں میں ہر جگہ ان کو نوکریاں بھی دلوائینگے چالیس ہزار عورتوں کو تنخواہ گھروں میں بھیج رہے ہیں ۔ تاکہ ان کے حقوق ضائع نہ ہوں ، تو سارے یورپ کی کوشش ہے کہ کوئی صحیح نقشہ دنیا کے سامنے نہ آجائے ۔ لیکن طالبان کہتے ہیں کہ ہم سے کیا چھین لے گا امریکہ ؟ وہاں کابل میں کچھ لوگ گئے تھے تو ایوان صدر میں جہاں حکمران بیٹھتے ہیں اور اکثر ان میں حقانیہ کے شاگرد ہیں انہوں نے کسی کو بازار بھیجا کھانا لائیں وہ کھانے کیلئے بازار گئے تو روٹی نہ ملی تو انہوں نے (نائب صدر) نے کہا کہ بھائی فکر کیا ہے ؟ رات والی روٹی لاؤ اسکو پانی میں بھگودو روٹی لائی گئی بھگو دیا اور اللہ کا شکر کرکے اسے کھالیا،

پھر کہا کہ امریکہ اس سے زیادہ ہم سے کیا چھین لے گا۔ آپ لوگوں سے تو سب کچھ اس نے چھین لیا ہے کہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف نے آپ کو غلام بنا رکھا ہے۔ آپ نے ہر آئٹم ان کی رحم وکرم پر چھوڑ دی ہے۔ ہمیں یہ لوگ تسلیم نہ کریں۔ صرف یہ سوکھی روٹی تو ہم سے نہیں چھین سکتے تو یہ سب کچھ قربانیاں دے پڑینگی اس نظام کیلئے تب ہمارے مشکلات حل ہونگے امریکہ سے اور نسانی قوتوں سے اپنے آپ کو آزادی دلانی ہوگی۔ اتنی آسانی سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اللہ نے ہمیں اتنی بڑی قربانیوں کے بعد نعمت آزادی دی ہم نے اس کو بالکل فراموش کردیا ہے اور ناشکری کی اور ہر طرف کفران نعمت میں مبتلا ہوگئے۔

پاکستان میں ہمہ گیر انقلاب کی ضرورت:۔

یہ مختصر گذارش تھی بہرحال ہماری تو یہی جدوجہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ملک ہمیں بڑی قربانیوں سے دیا ہے۔ اللہ اس کو اسلام کا گہوارہ بنا دے اور وہاں اسلام نافذ ہو، امن وامان قائم ہو اور ایسی خوشحالی کا دور دورہ ہو کہ ہر پاکستانی کیا کہ انگریز بھی وہاں آکر رزق کی تلاش کرے۔ اسلام کا ایک نمونہ بن کر دنیا کے سامنے ہو اور حقیقت میں پاکستان نے اتنی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ رے خیال میں کسی تاریخ میں ایسا نہیں کہ لاکھوں افراد لٹ گئے ہوں ہجرت کرچکے ہوں لیکن سوں نے بالکل ایسی ناشکری کرکے دکھائی تو یہ افسوس ناک حالات ہیں اسی میں میرا یہی نظریہ ہے کہ اس موجودہ توڑپھوڑ اور الٹ پلٹ سے مسئلہ حل نہیں ہوگا ہم خود کئی مراحل سے گزرے تقریباً بیس، تیس سال سے لگے ہیں اس پارلیمنٹوں میں لیکن بات بنتی نظر نہیں آرہی ہے۔

طالبان جس کی قوت کو اللہ تعالیٰ نے موقعہ دیا کہ جو ظالم مسلط ہیں اور طالبان یہی تو یونیورسٹیوں یہی سکولوں اور یہی مدرسوں میں جو ہیں کوئی طاقت نکلے اور نجات دے۔ اب قوم بھی ہماری کچھ سمجھ گئی ہے وہ پچاس سال میں۔ جتنے لوگوں کو اعتماد تھا اب تک توقعات تھے ہم سب کو وہ چکناچور ہوگئے ہیں چند مہینوں میں اب لوگ حیران ہیں کہ ادھر بھی عذاب ادھر بھی عذاب ہے کہاں جائیں۔ خود لوگوں میں ایک خیال پیدا ہوگیا ہے کہ کوئی تیسری قوت ایسی آئے جو صالح قوت ہو دینی قوت ہو وہ قرآن وسنت کو ساتھ لے کر لائے اور ہم ان کی پیچھے جائیں۔ انشاء اللہ اس جانب فضا بن رہی ہے ہر طرف سے سب کو آزمالیا۔ علماء نے اس لیے جنگ نہیں لڑی کہ ہمیں اقتدار دیا جائے۔ ہم نے اس پچاس سال میں بنیادی طور پر ایک ہی مطالبہ کیا ہے۔ یہاں شریعت مطہرہ نافذ کرو۔ ہم تو وہ قوت نہیں ہیں جو ایک فریق ہے اقتدار کے۔ نہ اس خوش فہمی میں ہیں۔ کہ قوم

ہمیں اتنی تعداد میں منتخب کرائے گی کہ ہم کرسی پر بیٹھ جائینگے۔ ہم تو یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ چلو کچھ اچھائی کیطرف چلے جائینگے۔

قرآن وسنت کی بجائے اپنی حاکمیت کی فکر۔

اور ہر ایک آنے سے پہلے وعدہ کرتا رہتا ہے علماء کو استعمال کرنے کے لیے، کہ ہم آئینگے تو اسلامی نظام نافذ ہوگا۔ اللہ کی حاکمیت ہوگی اور قرآن وسنت، سپریم لاء ہوگا۔ یہ آئی جے آئی کے زمانہ میں ہمارے ساتھ ہورہا ہے۔ دو دفعہ نوازشریف نے پارلیمنٹ میں وعدہ کیا رمضان میں کہ ہم قرآن وسنت کو سپریم لاء بنائینگے۔ ہم نے کہا کچھ تو گند ختم ہوجائیگا لیکن وہ وعدہ وعدہ رہا اب بھی آکر باقی ترامیم میں تو وہ لگ گئے اس میں لگ گئے کہ میں محفوظ ہوجاؤں مطلق العنان ہوجاؤں پارلیمنٹ کے اوپر لگام دی گئی صدر کو تنہا کردیا گیا۔ میں اب بالکل وحدہ لاشریک لہ بن جاؤں۔ ہم نے کہا اس کے بجائے قرآن وسنت کو حکمرانی دی ہوتی اور قرآن وسنت کو سپریم لاء بنانے کی ترمیم کی ہوتی تو اللہ تمھیں خود بھی محفوظ رکھتا اور یہ قوم بھی نجات پائے گی۔ لیکن اللہ پر ان لوگوں کا ایمان نہیں۔ کوئی اپنے آپ کو ہزار مطلق العنان سمجھے۔ یہاں بڑے بڑے فرعون آئے ہیں ھامان اور مغل اعظم، مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، مگر جب اللہ نے چاہا تو وہ منٹوں میں گئے۔ تو خدا کی گرفت میں ہیں ہم سب۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نجات دے۔ ان کو نجات کا راستہ دکھا دے۔ اللہ کے نام پر لئے گئے اس ملک میں اس کا نظام نافذ ہو۔

(وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین)

(XXXXXXXXXXX)

بقیہ ص 29 سے

(۶) السخاوی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمان "الاعلام بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" مطبعہ ترقی، دمشق ۱۹۳۰ء

(۷) طفیل ہاشمی، ڈاکٹر "بدوین طبقات" علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۸۸ء

(۸) فواد سیزگن، "تاریخ التراث العربی" (ترجمہ الدکتور فھمی ابوالفضل) قاہرہ۔

(9). Franz Rosenthal, History of Muslim, Historogroply Leiden 1968

(10) Enaycloppeadsa Bertinica, Landon, 1943- 73

{}{}{}{}{}{}{}{}{}{}{}